تکافل: ایک تعارف

زاہد حسین اعوان

اسلامی ریاست اوراس کے شہریوں کی ضروریات کو پورا کرنے میں بیت المال کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔امت مسلمہ جب اپنے اجتماعی نظام کو برقرار نہ رکھ سکی اور جہاں بہت سے ادارے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے وہاں مغربی سرمایہ داری نظام وجود میں آیا اور مالی معاملات ریاست کے بجائے افراد کے ہاتھوں طے ہونے لگے جو آخرکار رائج الوقت بنکاری کے نظام کا حصہ بن گئے اور ریاست کا کردار مالی معاملات میں محدود سے محدود تر ہوتا گیا۔اسلام کے معاشی نظام کا تصور مسلمانوں کے دلوں سے اوجھل ہوگیا، اور وہ مجبوراً مغربی بنکاری نظام کے پابند بن کررہ گئے۔ تاہم ۱۹۷۵ء میں موجودہ اسلامی بنکاری کی ابتدا دبئی سے ہوئی اور ۳۵ سال کے مختصر سے عرصے میں بیش تر مسلم ممالک کے ساتھ ساتھ برطانیہ میں اب تک پانچ اسلامی بنک قائم ہو چکے ہیں۔ امریکا جہاں پرانے بنک راتوں رات دیوالیہ ہوگئے ہیں، وہاں پر اسلامک بنک نہ صرف اس بحران کا شکار نہیں ہوئے بلکہ بدستور اچھی حالت میں کام کررہے ہیں۔

بنکوں کی طرح انشورنس کا روایتی کاروبار بھی چونکہ سود پر مبنی نظام کا ایک حصہ رہا ہے اور مسلمان تاجروں نے اس طرف توجہ نہیں دی، تاہم اسلامی بنکاری کے نظام کے پھلنے پھولنے سے انشورنس کی ضرورت محسوس کی گئی۔ آج بیش تر مسلم ممالک میں یہ ادارے تیزی سے ترقی کی منازل طے کررہے ہیں۔

بین الاقوامی سطح پر پہلی تکافل کمپنی ۱۹۷۹ء میں سوڈان میں قائم ہوئی اوراس کے بعد ملائیشیا نے ۱۹۸۷ میں تکافل کے قوانین کا اجرا کیا۔ پاکستان کے حکمرانوں کو عدالت عالیہ کے فیصلے باوجود

سود پر مبنی نظام کو بدلنے کی توفیق تو نہ ہوسکی، البتہ اسلامی بنکوں کے اجرکی ابتدا سے اب تک چھے اسلامی بنک قائم ہو چکے ہیں جن کی سیکڑوں شاخیں پورے ملک میں کام کر رہی ہیں۔ اسلامی بنکوں کے لیے اسلامی انشورنس کی ضرورت اور عدالت کے فیصلے کے مطابق بالآخر ۲۰۰۵ء میں تکافل (اسلامی انشورنس) رولز کا اجرا ہوا۔ اس وقت سے اب تک پاک کویت تکافل، تکافل پاکستان لمیٹڈ، پاک قطر فیملی تکافل، پاک قطر جنرل تکافل اور فرسٹ داؤد تکافل وغیرہ جیسے ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ ذیل میں تکافل کمپنیوں کے طریق کار کے متعلق مختصر معلومات دی جا رہی ہیں:

مال و متاع کا حصول اور سامان زیست جہاں انسانی فطرت کا عین تقاضا ہے وہاں ان اثاثہ جات کے تحفظ اور خود انسانی زندگی کو لاحق خطرات سے نبرد آزما ہونا بھی ایک انسانی ضرورت رہی ہے۔ آئے دن حادثات کے نتیجے میں موت یا بحری مال بردار جہازوں کی غرقابی، مکان و کارخانوں کو آگ کا لگنا، زندگی کی گاڑی کو مکمل طور پر روک تو نہیں سکتا، تاہم اس کی رفتار میں کمی اور سفر میں دشواریوں کا باعث ضرور بنتا ہے۔ ان خطرات کے ازالے کے لیے مختلف ادوار میں مختلف طور طریقے رائج ہوئے، جس میں ایک طریقہ عام روایتی انشورنس کا ہے۔ مراد یہ ہے کہ جس میں کچھ رقم (پریمیئم) کے بدلے ان ممکنہ خطرات کو انشورنس کمپنیوں کو منتقل کی جاتی ہے۔ روایتی انشورنس نے ان 'ممکنہ خطرات' (risk) کو کم یا ختم تو کر لیا لیکن بنیادی طور پر اس طریقے میں غیر شرعی طریقِ کار اور خرابیوں، یعنی سود، قمار اور غرر (دھوکا) کی بنا پر فقہاے کرام نے ہر دور میں اس طریقۂ کار کی مخالفت کی اور اس کا حصہ بننے سے منع کیا۔

تکافل

'تکافل' عربی زبان کا لفظ ہے جو کفالت سے نکلا ہے، اور کفالت ضمانت اور دیکھ بھال کو کہتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں باہم ایک دوسرے کا ضامن بننا یا باہم ایک دوسرے کی دیکھ بھال کرنا مراد ہے۔

'تکافل' کی بنیاد بھائی چارے، امدادِ باہمی اور 'تبرع' کے نظریے پر ہے، جو شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہے۔ دورِ جدید میں تکافل کو روایتی انشورنس کے متبادل کے طور پر بطور اسلامک انشورنس کے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اس نظام میں تمام شرکا باہم رسک شیئر کرتے ہیں اور شرکا باہمی

امداد و بھائی چارے کے اس طریقے سے مقررہ اصول وضوابط کے تحت ممکنہ مالی اثرات سے محفوظ ہوجاتے ہیں۔ روایتی انشورنس کے مقابلے میں تکافل کا نظام ایک عقدِ تبرُع ہے کہ جس میں شرکا آپس میں ان خطرات کو تقسیم کرتے ہیں، تکافل نظام کے عقد تبرع کے نتیجے میں بالواسطہ یا بلاواسطہ کسی قسم کا سود کا عنصر موجود نہیں۔

ہمارے معاشرے میں بھی تکافل کے مفہوم کی بہت سی صورتیں رائج ہیں، مثلاً مشترکہ خاندانی نظام یا جیسا کہ کوآپریٹو سوسائٹیز ہیں۔ ان طریقوں سے بھی ارکان/ممبر رسک اور مالی خطرات کو آپس میں تقسیم کرتے ہیں، اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے اصول کے مطابق مدد کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو مالی اثرات سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی طریقہ روایتی انشورنس کے مطابق نظامِ تکافل میں اختیار کیا گیا ہے۔

قرآن و سنت میں تکافل کا تصور

تکافل کا تصور کوئی نیا ایجاد کردہ تصور نہیں ہے، بلکہ واضح طور پر قرآنِ کریم اور احادیث مبارکہ میں یہ تصور موجود ہے۔ قرآنِ کریم اور احادیث مبارکہ میں باہمی امداد اور تعاون کی بڑی ترغیب دی گئی ہے اور یہی باہمی امداد ہی تکافل کی بنیاد ہے۔ قرآنِ کریم میں ارشادِ باری ہے:

وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی (المائدہ ۵:۲) نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ (الحجرات ۴۹:۱۰) مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اس تعاون اور باہمی بھائی چارے کا تقاضا یہی ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں اور ایک دوسرے کے لیے سہارا بن جائیں، اور مصیبت میں کام آئیں جیسا کہ بھائی آپس میں کرتے ہیں۔ انھی اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے سے دنیا میں بھائی چارے، اخوت، ہمدردی اور باہمی تعاون کی خوش گوار فضا قائم ہوسکتی ہے اور یہی نظریہ تکافل کی بنیاد ہے۔ یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ تکافل صرف مسلمانوں کے لیے نہیں۔ کوئی بھی فرد جو اس کا ممبر بنے گا وہ اس سے استفادہ کر سکے گا۔ ملایشیا میں مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی اسلامی بنکوں اور تکافل کمپنیوں کے ساتھ معاملات کرتے ہیں۔ یہ معاہدہ باہمی تعاون و تناصر پر مبنی ہے، چنانچہ اس میں

ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ ''ہر گروہ کو عدل انصاف کے ساتھ اپنی جماعت کا فدیہ دینا ہوگا'' یعنی جس قبیلے کا جو قیدی ہوگا، اس قیدی کے چھڑانے کا فدیہ اسی قبیلے کے ذمے ہوگا۔

یہ اسلام میں باہمی امداد و بھائی چارے کی اوّلین مثال ہے۔ اس کے بعد بھی اس طرح کے معاہدے مختلف خلفاے اسلام اپنے دورِ حکومت میں کرتے رہے، اگرچہ وہ تکافل کے نام سے نہیں تھے لیکن تکافل کی روح ان میں موجود تھی۔

بعض لوگوں کے نزدیک انشورنس یا تکافل اسلام کے تصورِ توکل کے خلاف ہے۔ یہ خیال غلط فہمی پر مبنی ہے اور درست نہیں۔ توکل کے معنی ترکِ اسباب کے نہیں، بلکہ اسباب کو اختیار کرتے ہوئے اس کے نتائج کو اللہ کے حوالے کرنے کا نام توکل ہے، لہٰذا اسباب کو اختیار کرنا، اور اس کے نتائج وثمرات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ہی توکل ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک بدوی نے اُونٹ کو باندھے بغیر چھوڑا اور اس کو توکل سمجھا، چنانچہ آنحضرتؐ نے اس کو تنبیہ فرمائی:

> ایک صحابی نے نبی کریمؐ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسولؐ! میں اپنے اونٹ کو باندھ کر اللہ پر توکل کروں یا اس کو چھوڑ دوں، پھر اللہ پر توکل کروں؟ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کرو، بلکہ پہلے اونٹ کو باندھو، اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ (ترمذی ۲۷۷۱)

اسی طرح آنحضرتؐ اور صحابہ کرامؓ نے اسباب اختیار فرمائے ہیں، بیماری میں علاج اختیار فرمایا ہے جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے:

> حضرت اسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے نبی کریمؐ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! (جب ہم بیمار ہوں تو) کیا ہم علاج کروائیں؟ جناب رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ کے بندو، ہاں، علاج کرواؤ۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کے علاوہ تمام بیماریوں کا علاج پیدا کیا ہے۔ (مشکوۃ ۲:۳۸۸، رواہ احمد و ترمذی و ابوداؤد)

اپنی اولاد کے لیے ورثے کے طور پر کچھ مال وغیرہ چھوڑنا، تاکہ وہ بعد میں دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیں، اور ذلیل نہ ہوں، اس کو شریعت نے افضل قرار دیا ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے:

آپ اپنی اولاد کو مال دار چھوڑیں، یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ آپ انھیں فقروفاقے کی حالت میں چھوڑیں اور وہ لوگوں سے مانگتے پھریں۔ (بخاری ۱/۳۸۳)

قرآن کریم اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات عیاں ہے کہ اس نظام کے جائز ہونے بلکہ مستحسن ہونے میں کوئی شبہہ نہیں، بشرطیکہ یہ اپنے صحیح اصولوں کے مطابق ہو، اور اخلاص کے ساتھ ہو۔

ممکنہ مالی خطرات کی پیش بندی

ممکنہ خطرات سے بچاؤ کی تدابیر اختیار کرنا (یعنی رسک مینجمنٹ) اور مالی اثرات کو ختم یا کم کرنے کا خیال کوئی نیا تصور نہیں ہے، خود شریعت نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔ اگر جائز طریقۂ کار کے مطابق ایسی تدابیر اختیار کی جائیں تو یہ اسلام کے خلاف نہیں۔ چنانچہ اسلام میں بھی رسک مینجمنٹ کی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اس کی سب سے خوب صورت مثال وہ ہے جو سورۂ یوسف میں قحط سالی سے نبٹنے کے لیے سیدنا یوسفؑ کے اٹھائے گئے اقدامات کی صورت میں بیان ہوئی ہے۔

اس سلسلے میں حسب ذیل مثالیں بھی زیرنظر رہیں:

- **ضمان خطر الطریق**: ایک شخص دوسرے شخص کو اس بات کی ضمانت دے کہ فلاں راستہ محفوظ ہے، اس راستے کو اختیار کرو اور اگر کوئی مالی نقصان ہوا تو میں ذمہ دار ہوں۔ گویا اس طرح 'ممکنہ مالی خطرہ' ٹل گیا بشرطیکہ بغیر کسی معاوضے کے ہو۔
- **ضمان الدرک**: کوئی شخص ایک چیز خریدتے ہوئے ڈر رہا ہے، تو دوسرا فرد اطمینان دلائے کہ خرید لو اور اگر کوئی مسئلہ ہوا تو میں ذمہ دار ہوں۔ البتہ نقصان کی صورت میں خریدار کو اس بات کا اختیار ہے کہ یا تو وہ فروخت کنندہ سے اصل قیمت وصول کرلے یا پھر ضامن سے وصول کرے۔
- **عاقلہ**: اگر کوئی شخص قتل کردے، جس کے نتیجے میں دیت واجب ہوجائے، تو بعض صورتوں میں دیت قاتل ادا نہیں کرتا، بلکہ اس کی برادری پر واجب ہوتی ہے، اس کو 'عاقلہ' کہتے ہیں۔ اس طرح نقصان پوری برادری پر تقسیم ہوجاتا ہے۔
- **عقد موالات**: کوئی شخص کسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کرے اور اس کے ساتھ یا کسی تیسرے شخص کے ساتھ یہ عقد کرے کہ میرے مرنے کے بعد میری میراث تمھاری ہے اور اگر میں

نے کوئی جرم کیا تو اس کا ضمان تم پر لازم ہوگا۔

ممکنہ خطرات سے بچاؤ کی تدابیر (رسک مینجمنٹ) کی یہ مثالیں محض امدادِ باہمی اور تعاون پر دلالت کرتی ہیں اسی لیے شرعاً جائز ہیں۔

موجودہ دور میں خصوصاً 'ممکنہ خطرات کی پیش بندی کرنا' ایک اہم ضرورت بن گیا ہے۔ اسی بنا پر فقہاے امت نے غور وخوض کے بعد تکافل کے اس طریق کار کو جو غیر شرعی طریقوں اور خرابیوں سے پاک ہے، روایتی انشورنس کے متبادل کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔

تکافل کا طریقۂ کار

تکافل کے نظام میں کمپنی کی حیثیت وکیل یا مینیجر کی ہوتی ہے۔ 'تکافل نظام' میں سب سے پہلے کمپنی کے شیئر ہولڈر کچھ رقم باقاعدہ وقف کرتے ہیں۔ اس رقم سے ایک وقف پول یا فنڈ (Participant's Takaful Fund) قائم کیا جاتا ہے۔ جہاں ان شیئر ہولڈروں کی حیثیت وقف کنندہ کی ہوتی ہے۔ وقف فنڈ سے ممبران کا تعلق محض 'عقدِ تبرع' کا ہوتا ہے۔ وقف فنڈ کی ملکیت وقف کنندہ سے وقف کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، البتہ اس وقف کے منافع سے وہ استفادہ کرتے ہیں۔ اس وقف فنڈ کو PTF کا نام دیا گیا ہے۔

فقہ کا مشہور اصول ہے کہ شرط الواقف کنص الشارع، یعنی وقف کرنے والے کی شرط صاحبِ شریعت کے فرمان کی مانند ہے۔ اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے واقف، وقف فنڈ میں کچھ شرائط عائد کرتے ہیں۔ جس میں ایک شرط یہ بھی ہوتی ہے کہ جو شخص بھی اس وقف فنڈ کو عطیہ دے گا، اس وقف فنڈ سے وقف شرائط کے مطابق وہ فوائد کا مستحق ہوگا۔

وقف کے اندر چوں کہ اس بات کی گنجایش ہے کہ وہ مخصوص طبقے یا افراد کے لیے ہو، مثلاً کوئی شخص اپنے باغ کو اس شرط کے ساتھ وقف کرے کہ اس کا پھل صرف فلاں شخص کو یا میری اولاد کو دیا جائے یا میری زندگی میں مجھے ملتا رہے، وغیرہ تو یہ شرائط لگانا نہ صرف جائز بلکہ مندرجہ بالا اصول کی روشنی میں ان کی پابندی بھی لازمی ہے۔ اسی طرح تکافل سسٹم میں وقف کرنے والا، وقف کے مصالح کے پیش نظر وقف کے دائرے کو مخصوص افراد تک محدود اور وقف فنڈ سے استفادہ کرنے کی مخصوص شرائط مقرر کرسکتا ہے۔

لوگ اس فنڈ کی رکنیت حاصل کرنے کے بعد باقاعدہ اس فنڈ کو بطور تبرع ایک خاص مقدار میں حسبِ شرائط وقف نامہ عطیات دیتے ہیں، اور جن شرکا کو بھی کوئی نقصان پہنچے تو وہ وقف فنڈ سے فوائد کے اصول کے مستحق ہوتے ہیں۔ جو عطیات اس فنڈ میں آتے ہیں، وہ محض تبرعات ہوتے ہیں، بذاتِ خود وقف نہیں ہوتے بلکہ مملوکِ وقف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کسی بھی وقف میں دیا گیا چندہ وقف نہیں ہوتا، بلکہ مملوکِ وقف ہوتا ہے۔ یہ عطیات چوں کہ شرکا کی ملکیت سے خارج ہوتے ہیں، اسی لیے ان پر نہ زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور نہ ان میں میراث کے احکام جاری ہوتے ہیں اور نہ اس کی بنیاد پر وہ سرپلس کے مستحق ہوتے ہیں (کمپنی مالکان اس رقم کو اپنے تصرف میں نہیں لاسکتے)۔ یہ تبرعات مکمل طور پر وقف پول کی ملکیت میں چلے جاتے ہیں، اور وقف پول قواعد و ضوابط کے مطابق ان رقوم کو استعمال کرتا ہے۔ پھر جب ان کو نقصان پہنچتا ہے، تو پھر اس کے نتیجے میں وہ اس وقف پول سے فوائد کے حصول کے مستحق ٹھیرتے ہیں۔

مذکورہ وقف فنڈ کو شرعی طریقے کے مطابق کاروبار میں لگایا جاتا ہے، اور اس سے حاصل شدہ نفع کا مالک یہی وقف فنڈ ہوتا ہے۔ اس فنڈ سے شرکا کو جو فوائد حاصل ہوتے ہیں، یہ فوائد ان کے وقف فنڈ کو دیے گئے تبرعات کی بنیاد پر نہیں ہوتے بلکہ یہ فوائد عطاے مستقل ہوتے ہیں، یعنی اس لحاظ سے کہ عطیہ دینے والے بھی موقوفِ علیہم میں داخل ہوتے ہیں۔ کیوں کہ واقف میں وقف فنڈ سے استفادے کا حق اس کو دیا ہے جو اس کی رکنیت حاصل کرے۔ اس لحاظ سے ہر ممبر موقوفِ علیہ ہوگیا (موقوفِ علیہ: اس کو کہتے ہیں جس پر وقف کیا گیا ہو)۔

تکافل کی اقسام

تکافل کی دو اقسام ہیں: ۱- جنرل تکافل ۲- فیملی تکافل

● **عمومی (جنرل) تکافل:** عمومی تکافل میں اثاثہ جات، یعنی جہاز، موٹر اور مکان وغیرہ کے ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لیے تکافل کی رکنیت فراہم کی جاتی ہے۔ اگر اس اثاثے کو جس کے لیے تکافل کی رکنیت حاصل کی گئی ہو کوئی حادثہ لاحق ہوجائے تو اس نقصان کی تلافی 'وقف فنڈ' (پی ٹی ایف) سے کی جاتی ہے۔ کمپنی اس وقف فنڈ کو منظّم کرتی ہے اور وکالہ فیس وصول کرتی ہے۔ نیز اس فنڈ میں موجود رقم کو سرمایہ کاری کی غرض سے شرعی کاروبار میں لگاتی ہے، جس کی مختلف

شرعی شکلیں اور صورتیں ہوتی ہیں۔ اس میں فنڈ رب المال ہوتا ہے، اور کمپنی مضارب ہوتی ہے، جب کہ نفع کا خاص تناسب طے ہوتا ہے۔ اس تناسب سے کمپنی کو بحیثیت مضارب اپنا حصہ ملتا ہے، اور باقی نفع وقف فنڈ میں جاتا ہے، جو فنڈ کی اپنی ملکیت ہوتا ہے۔

● **فیملی تکافل یا لائف تکافل**: تکافل کی اس قسم میں انسانی زندگی کے ممکنہ خطرات سے نمٹنے کے لیے تکافل رکنیت فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں شرکا کو تکافل تحفظ کے ساتھ ساتھ حلال سرمایہ کاری کی سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے۔ یہ شریک تکافل جب کسی تکافل کمپنی میں رکنیت حاصل کرلیتا ہے تو ایک مخصوص مدت کے لیے ایک خاص رقم (پریمیم) ماہانہ یا سالانہ بنیاد پر ادا کرتا ہے جس میں سے کچھ رقم وقف فنڈ میں جمع کی جاتی ہے، اس میں وقف فنڈ کے علاوہ ایک اور فنڈ ہوتا ہے جس کا نام پی آئی اے (Participant's Investment Account) ہے۔ یہ شریک تکافل کا سرمایہ کاری فنڈ ہوتا ہے، جب کہ جنرل تکافل میں شریک تکافل کا پی آئی اے اکاؤنٹ نہیں ہوتا۔

اس کا طریقۂ کار یہ ہے: ● شریک تکافل کی جانب سے دی گئی رقم پہلے اس کے اکاؤنٹ میں آتی ہے، جہاں اس کی سرمایہ کاری اسلامک میوچل فنڈز کی طرز پر کی جاتی ہے اور اس رقم سے شرکا کے لیے فنڈ میں یونٹس خرید لیے جاتے ہیں۔ ● وہاں سے کچھ حصہ یونٹس کی منسوخی کے ذریعے وقف فنڈ پی ٹی ایف کے لیے نکال لیا جاتا ہے۔ ● پی آئی اے میں موجود رقم شریک کی ملکیت ہوتی ہے جس پر میراث اور زکوٰۃ کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ ● وقف پول میں آنے والی رقم محض تبرع کی بنیاد پر ہوتی ہے، اور تبرع کی بنیاد پر یہ رقم شریک تکافل کی عمر، صحت، پیشہ، اس کے طور طریقے اور رکنیت پلان کے مطابق مختلف ہوسکتی ہے۔ ● پی آئی اے میں موجود رقم سے اخراجات نکالنے کے بعد کمپنی بطور وکیل اس رقم کی شریعہ بورڈ کی نگرانی میں سرمایہ کاری کرتی ہے۔ ● کمپنی سرمایہ کاری کے لیے اپنی وکالہ فیس وصول کرتی ہے۔ جس کا نفع سے تعلق نہیں ہوتا، اور یہ وکالتہ الاستثمار کہلاتا ہے۔ ● سرمایہ کاری کے نتیجے میں حاصل شدہ منافع شریک تکافل کو فراہم کیا جاتا ہے۔ ● اگر شریک تکافل کو کبھی کوئی بھی حادثہ پیش آجائے تو وقف فنڈ سے اس کی تلافی کی جاتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ● شریک تکافل کی جانب سے ادا کردہ زرتعاون دو مدات میں تقسیم ہوتا ہے۔ رقم کا کچھ حصہ بطور تبرع وقف فنڈ میں چلا جاتا ہے اور باقی ماندہ حصہ سرمایہ کاری میں لگایا جاتا

ہے: ● تکافل تحفظ کے سلسلے میں تمام کلیمز کی ادایگی وقف پول سے کی جاتی ہے۔ ● اسی طرح سال کے آخر میں کلیمز کی ادایگی اور اخراجات منہا کرنے کے بعد شریعہ بورڈ سے منظوری لے کر سرپلس (بچ جانے والی رقم) کو شرکا کے درمیان تقسیم کیا جاتا ہے۔ ● ہر سال کے اختتام پر تمام ادایگیوں کے بعد بچ جانے والی رقم کو 'سرپلس' کہتے ہیں۔ ● نقصان کی صورت میں تکافل آپریٹر اپنی وکالہ فیس میں کچھ اضافہ کیے بغیر وقف فنڈ کو قرض حسنہ فراہم کرتا ہے۔

وقف فنڈ کی آمدنی

۱- شرکاے تکافل سے وصول شدہ زرتعاون ۲- ری تکافل آپریٹر سے حاصل شدہ کلیمز ۳- فنڈز کی سرمایہ کاری سے حاصل شدہ نفع ۴- پول کے فنڈ میں خسارے (Deficit) کی صورت میں وکیل سے حاصل شدہ قرضِ حسنہ ۵- اس فنڈ میں دیا جانے والا کوئی بھی عطیہ۔

وقف کے اخراجات

۱- شرکاے تکافل کے کلیمز کی ادایگی ۲- ری تکافل کے اخراجات ۳- تکافل آپریٹر کی فیس ۴- فنڈز کی سرمایہ کاری کے نتیجے میں تکافل آپریٹرز کا نفع میں حصہ ۵- سرپلس کا وہ حصہ جو ممبران میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ۶- قرضِ حسنہ کی واپسی ۷- عطیات / خیرات کی مد میں ادا کی گئی رقم۔

تکافل نظام میں کمپنی کی حیثیت

تکافل نظام میں کمپنی کی اصل حیثیت وکیل یا منیجر کی ہوتی ہے۔ کمپنی وقف فنڈ کی دیکھ بھال کے لیے 'وکالہ فیس' وصول کرتی ہے۔ یہ فیس وقف فنڈ کے لیے دیے گئے عطیات سے وصول کی جاتی ہے، نیز کمپنی وقف فنڈ میں موجود رقم کو اسلامی اصولوں کے مطابق سرمایہ کاری میں لگاتی ہے۔ اس حیثیت سے کمپنی چونکہ مضارب ہوتی ہے اور فنڈ رب المال ہوتا ہے، لہٰذا کمپنی مضاربہ کے نفع میں سے متعین حصہ وصول کرتی ہے، نیز اس فنڈ میں موجود رقم کی انویسٹمنٹ کے لیے اس کو شرعی کاروبار میں لگاتی ہے، جس کی مختلف شرعی شکلیں اور صورتیں ہوتی ہیں۔ اس میں فنڈ رب المال ہوتا ہے، اور کمپنی مضارب ہوتی ہے، جب کہ نفع کا خاص تناسب طے ہوتا ہے۔ اس تناسب سے کمپنی کو بحیثیت مضارب اپنا حصہ ملتا ہے، اور باقی نفع وقف فنڈ میں جاتا ہے، جو فنڈ کی اپنی ملکیت میں جاتا ہے۔

تکافل اور روایتی انشورنس میں فرق

تکافل	روایتی انشورنس
● تکافل محض عقدِ تبرع ہے	● مروجہ انشورنس عقدِ معاوضہ ہے اور شرعاً دونوں کے احکام بالکل الگ الگ ہیں۔
● تکافل میں سرپلس میں سے ممبرز کو بھی حصہ مل سکتا ہے۔	● انشورنس میں سرپلس کمپنی کا ہوتا ہے۔
● تکافل میں دی جانے والی رقم (وقف فنڈ) کی ملکیت میں جاتی ہے، کمپنی اس کی مالک نہیں ہوتی۔	● روایتی انشورنس میں اس رقم کی مالک کمپنی ہوتی ہے۔
● تکافل میں جمع شدہ رقوم پر حاصل شدہ نفع فنڈ میں جاتا ہے۔ کمپنی اس کی مالک نہیں ہوتی۔	● انشورنس میں اس نفع کی مالک بھی کمپنی ہوتی ہے۔
● تکافل کا اصل مقصد وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی ہے۔	● انشورنس کا اصل مقصد پریمیم کے بدلے رسک خریدنا ہے۔
● تکافل میں کمپنی کی حیثیت وکیل کی ہے۔	● انشورنس میں کمپنی اصل اور مالک ہے۔
● تکافل نظام میں باقاعدہ شرعی بورڈ ہوتا ہے۔ شریعہ بورڈ کی نگرانی میں فنڈ کو شریعت کے مطابق جائز کاروبار میں لگایا جاتا ہے۔ چنانچہ تکافل رولز ۲۰۰۵ء کی رُو سے ہر کمپنی کا شریعہ بورڈ ضروری ہے، جس میں کم سے کم تین ممبر ہوں۔	● انشورنس میں اس طرح کی کسی بھی قسم کی کوئی نگرانی نہیں ہوتی اور نہ اس طرح کی کوئی پابندی ہی ہے۔ جہاں فائدہ نظر آتا ہے وہاں سرمایہ کاری ہوتی ہے، اس میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کاروبار شرعاً جائز اور حلال بھی ہے یا نہیں۔

لہٰذا یہ واضح ہوا کہ رویتی انشورنس عقد معاوضہ ہونے کی وجہ سے سود، قمار اور غرر سے مرکب ہے، جب کہ تکافل کی بنیاد محض تبرع ہے۔ جس میں ربا کا تصور ہی نہیں اور غرر اگر ہے تو عقد تبرع میں موثر نہیں۔ (مضمون نگار قطر انٹرنیشنل اسلامک بنک دوحہ سے وابستہ ہیں۔)